احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

ہفتہ 25 جنوری 2014ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ہفتہ 25 جنوری 2014ء 23 ربیع الاول 1435 ہجری 25 صلح 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 21

حقوق میں کمی نہ کرو

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔
حاملین قرآن کی عزت کرو کیونکہ جس نے ان کی عزت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی عزت کی۔ خبردار! حاملین قرآن کے حقوق میں کمی نہ کرو کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء کے مقام اور مرتبہ پر فائز ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ ان کی طرف وحی نہیں کی جاتی۔

(کنز العمال جلد اول صفحہ 523 حدیث: 2343)

اخلاق عالیہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں:

ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود پالکی میں بیٹھ کر قادیان سے بٹالہ تشریف لے جا رہے تھے (اور یہ سفر قریباً 5 گھنٹے کا تھا) حضرت مسیح موعود نے قادیان سے نکلتے ہی اپنی حمائل شریف کھول لی اور سورۃ فاتحہ کو پڑھنا شروع کیا اور برابر پانچ گھنٹے تک اسی سورۃ کو اس استغراق کے ساتھ پڑھتے رہے کہ گویا وہ ایک وسیع سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں آپ اپنے ازلی محبوب کی محبت ورحمت کے موتیوں کی تلاش میں غوطے لگا رہے ہیں۔ (سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد، ص 16)

سیالکوٹ کے زمانہ قیام میں آپ کی رہائش کچھ عرصہ کشمیری محلّہ میں میاں فضل دین صاحب کے چھوٹے بھائی عمر اناس کشمیری کے مکان پر رہی۔ میاں فضل دین صاحب کے عزیزوں میں سے ایک نے شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل مصنف حیات طیبہ کو بتایا کہ:

''حضرت صاحب کے متعلق مشہور ہے کہ آپ جب کچہری سے تشریف لاتے تھے تو دروازہ میں داخل ہونے کے بعد دروازہ کو پیچھے مُڑ کر بند نہیں کرتے تھے تا کہ گلی میں اچانک کسی نامحرم عورت پر نظر نہ پڑے۔ بلکہ دروازہ میں داخل ہوتے ہی دونوں ہاتھ پیچھے کر کے پہلے دروازہ بند کر لیتے تھے اور پھر پیچھے مُڑ کر زنجیر لگایا کرتے تھے۔ گھر میں سوائے قرآن مجید پڑھنے اور نمازوں میں لمبے لمبے سجدے کرنے کے اور آپ کو کوئی کام نہ تھا۔ بعض آیات لکھ کر دیواروں پر لٹکا دیا کرتے تھے اور پھر ان پر غور کرتے رہتے تھے۔'' (حیات طیبہ، ص 20)

سیالکوٹ کے زمانہ قیام کا ہی ایک ایمان افروز واقعہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے بیان کیا۔ آپ فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود کی ہمیشہ سے عادت تھی کہ جب وہ اپنے حجرے میں بیٹھتے تو دروازہ بند کر لیا کرتے تھے۔ یہی طرزِ عمل آپ کا سیالکوٹ میں تھا۔ لوگوں سے ملتے نہیں تھے۔ جب کچہری سے فارغ ہو کر آتے تو دروازہ بند کر کے ...... ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ عام طور پر انسان کی عادت متجسس واقع ہوئی ہے۔ بعض لوگوں کو یہ ٹوہ لگی کہ یہ دروازہ بند کر کے کیا کرتے رہتے ہیں۔ ایک دن ان ٹوہ لگانے والوں کو حضرت مسیح موعود کی اس مخفی کارروائی کا سراغ مل گیا اور وہ یہ تھا کہ آپ مصلّٰی پر بیٹھے ہوئے قرآن مجید ہاتھ میں لئے دعا کر رہے ہیں کہ۔

یا اللہ تیرا کلام ہے۔ مجھے تُو ہی سمجھائے گا تو مَیں سمجھ سکتا ہوں۔ (حیات احمد، ص 135-136)

تحریک جدید میں شمولیت

تحریک جدید کے بانی حضرت مصلح موعود تحریک جدید میں شمولیت کے لئے زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اب صرف ان لوگوں سے وعدے لے کر نہیں بھجوانے، جو پہلے سے وعدے کرتے آئے ہیں۔ بلکہ آپ لوگوں کا فرض ہے کہ ہر احمدی سے خواہ وہ بچہ ہو، جوان ہو یا بوڑھا ہو یا مرد ہو یا عورت ہو۔ امیر ہو یا غریب اور پھر خواہ کسی حیثیت کا ہو، اس کی حیثیت کے مطابق تحریک جدید کے وعدے لے کر بھجوائیں۔ ...... تحریک جدید نفلی اس لئے ہے کہ ہم اس میں حصہ نہ لینے کی وجہ سے کسی کو سزا نہیں دیتے۔ لیکن فرض اس لحاظ سے ہے کہ اگر تمہیں احمدیت سے سچی محبت ہے تو تحریک جدید میں حصہ لینا تمہارے لئے ضروری ہے۔ جب ماں بچہ کے لئے رات کو جاگتی ہے تو کون کہتا ہے کہ اس کے لئے رات کو جاگنا فرض ہے؟ بچہ کے لئے رات کو جاگنا فرض نہیں، نفل ہے۔ لیکن اسے رات کو جاگنے سے کون روک سکتا ہے؟ جس سے محبت ہوتی ہے اس کی خاطر ہر شخص قربانی کرتا ہے اور یہ نہیں کہتا کہ ایسا کرنا فرض نہیں نفل ہے۔ اسی طرح جو شخص (دین حق) اور احمدیت سے سچی محبت رکھتا ہے وہ یہ نہیں کہے گا کہ اس کی اشاعت کی خاطر قربانی کرنا فرض نہیں بلکہ (دین حق) اور احمدیت کی اشاعت کے لئے قربانی کرنا، اسے فرض سے بھی زیادہ پیارا لگے گا ...... ہر ایک احمدی کو بتاؤ کہ اس کا تحریک جدید میں حصہ لینا، احمدیت کے قیام کی غرض کو پورا کرنا ہے۔ اگر کوئی شخص تحریک جدید میں حصہ نہیں لیتا تو اس کے احمدیت میں داخل ہونے کا کیا فائدہ؟ ...... باوجود اس کے کہ ہم پر بوجھ زیادہ ہے ہمیں (دین حق) کی خاطر قربانی کرنی پڑے گی کیونکہ ہمارے خدا نے ہم پر اعتبار کر کے یہ کام ہمارے سپرد کیا ہے۔''

(تحریک جدید ایک الٰہی تحریک جلد سوم صفحہ 261)

(مرسلہ: وکیل المال اول تحریک جدید)

مکرم میاں اعجاز احمد صاحب لاہور

سفر قادیان اور جلسہ سالانہ 2013ء کی دلنشیں یادیں

جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت خدا تعالیٰ کا ایک بہت بڑا فضل ہے۔ جلسہ میں شمولیت کیلئے ملک کی حد کو پار کرتے ہوئے ایک عجیب اور نا قابل بیان احساس ہوا۔ جذبات ایک نئے رنگ میں چل پڑے۔ وہ ملک جہاں رام رام کہنے والے آباد ہیں۔ جہاں بتوں کی پرستش کرنے والے آباد ہیں۔ جہاں شرک اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ اس زمین پر آج قدم رکھ کر یہ احساس دل میں پیدا ہوا کہ اس جگہ ہم دینی اقدار کو با احسن طریق پر اپنا سکتے ہیں اور اس کے اظہار کیلئے بلند چار دیواری کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد بذریعہ بس قادیان کے لئے روانگی ہوئی۔ دو گھنٹے کی مسافت کے بعد قادیان کی حدود میں داخل ہوئے اس بستی سے ابھی کچھ ہی فاصلے پر تھے جب بائیں طرف کافی دُور سورج کی روشنی میں سفید مینار نظر آیا جو مسیح موعود کی آمد کے اعلان کے طور پر تعمیر ہوا تھا۔ اس مینار نے ایک الگ ہی کیفیت کو جنم دیا۔ جس کا ذکر نہ تو قلم کرسکتی ہے اور نہ ہی زبان۔ اس کے بعد ہر منٹ ہم اس پاک بستی کے قریب سے قریب تر ہوتے چلے گئے۔ ہر بڑھتا قدم اور ہر گزرتا لمحہ محبتوں کے سمندر میں مزید ڈبوتا چلا گیا۔ آخر کچھ دیر کی مسافت کے بعد سواری اُس جگہ پہنچ گئی جو اس قافلے کی منزل تھی۔ سفید مینار بالکل قریب نظر آیا۔ فرط جذبات سے آنکھوں نے پانی بہا دیا۔ زبان نے اظہار تشکر کے الفاظ ادا کئے اور روح رب کریم کے فضلوں پر نازاں اس کے حضور جھک گئی۔ آج ہم اس بستی میں پہنچ چکے تھے جو اس دَور میں دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے خدا کے حضور چُن لی گئی ہے۔ جو حضرت محمد ﷺ کے عاشق صادق کا مسکن تھی۔ جہاں سے قیامت تک جاری رہنے والی خلافت کا آغاز ہوا۔

جلسہ کے دنوں میں بہت سے مقامات پر رہائش کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ہماری رہائش سرائے طاہر میں تھی۔ رہائش گاہ پر سامان رکھنے اور وضو کرنے کے بعد بیت اقصیٰ کی طرف روانگی ہوئی۔ قدم کچھ اس طرح اُٹھ رہے تھے کہ محسوس ہوتا کہ کوئی طاقت ہے جو ان کو چلا رہی ہے۔ کوئی قوت ہے جو سستیاں ترک کر کے غفلت سے نکلنے کو کہہ رہی ہے۔ کچھ دیر میں دارالمسیح کے دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ ان گلیوں میں پہنچے جو تنگ تھیں لیکن دِلوں کو کُھلا کرنے والی، بل کھاتی لیکن صراط مستقیم پر چلانے والی، اس بیت الذکر میں لے آئیں جس کے دائیں طرف منارۃ المسیح ہے۔ اس منارہ کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود کے والد ماجد کی قبر ہے۔ جب یہ قبر وہاں بنی تو بیت الذکر اتنی بڑی نہیں تھی اور یہاں تدفین کی وجہ وہ وصیت تھی جو کہ حضرت صاحب کے والد ماجد نے کی تھی کہ مجھے ایسی جگہ دفن کیا جائے جہاں ندا کی آواز مجھے پہنچتی رہے۔ اسی اثنا میں اس مینار سے نداء کی آواز بلند ہوئی۔ احمدیہ بیت الذکر سے آنے والی یہ آواز کانوں کو اچھی لگی۔ یہی آواز کسی ملک میں تاریخ کا حصہ بن چکی تھی اور ماضی میں چند عشروں پہلے کا قصہ تھی۔ لیکن اس شرک و بدعت اور بتوں کی پوجا کرنے والے ملک میں یہ آواز دلوں کو ایک سحر میں جکڑ رہی تھی۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ یہ الفاظ دل و جان کو معطر کر رہے تھے۔ اُس نماز کے لئے بُلا رہے تھے جو خدا کے حضور صِدق اور وفا سے ادا کی جانے والی تھی۔ اس نماز کیلئے بلا رہے تھے جو برائیوں کو دھونے والی تھی۔ اُس نماز کے لئے بلا رہے تھے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا وارث بنانے والی تھی۔ اس مقدس بستی میں ادا کی گئی ہر نماز اور ہر سجدہ مومنین کو خدا تعالیٰ کے قریب سے قریب تر کرنے والا تھا۔ خدا تعالیٰ کی محبت عطا کرنے والا تھا۔ دِلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرنے والا تھا۔ بیت اقصیٰ میں نماز کی ادائیگی کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود کے لنگر خانہ سے طعام حاصل کیا گیا۔ کھانے کا ہر لقمہ جسم میں طاقت بھرتا۔ اور اُس یاد کو تازہ کرتا جب حضرت اقدس کے اہل خانہ نے اپنا زیور فروخت کر کے مہمانوں کے لئے کھانا تیار کیا۔ آج وہ لنگر اتنا وسیع ہوا کہ قومیں اس سے فیض یاب ہو رہی ہیں۔

قادیان دارالامان میں جہاں حضرت امام الزماں نے اپنی زندگی اشاعت دین کے لئے بسر کی اور ہر لمحہ ایک عظیم سپہ سالار اور شیر خدا بنے رہے وہیں وفات کے بعد آپ کی تدفین بھی ہوئی۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں آپ کا مزار ہے۔ اس قطعہ میں حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کا مزار بھی ہے۔ جب حضرت اقدس کے مزار پہ پہنچے تو یہ بھی زندگی کا وہ لمحہ تھا جو شاید کبھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ اس وجود بابرکت کے مزار مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر یہ کیفیت کہ یہاں وہ عظیم مجاہد دفن ہے۔ اللہ کا عاشق صادق ہے۔ وہ جسم یہاں آرام کر رہا ہے جس سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہوتا تھا۔ پس زیر لب لیکن دل کی بلند آواز سے پیارے امام مہدی کو سلام پہنچایا۔ پھر اُن افراد خانہ، عزیز رشتہ داروں، دوستوں اور افراد جماعت کی طرف سے بھی سلام پہنچایا جو کہ یہاں نہیں پہنچ سکے۔ اس مقام سے، اس مزار سے جانے کو جی نہیں چاہتا۔ ہاتھ مسلسل دعا کے لئے بلند رہتے ہیں۔ آنکھوں کا پانی معلوم نہیں کیوں اتنا چھلکتا ہے۔ اس پیارے وجود کے لئے دعائیں، دنیا کو حق کی جانب متوجہ ہونے کے لئے دعائیں، اُن شریروں کے شر سے بچنے کے لئے دعائیں جو اس پاک وجود کی اہانت کرنے پر تُلے ہوئے ہیں کہ اے خدا ان ظالموں کو خود پکڑ۔ اپنے لئے اور افراد جماعت کے لئے دعائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مسیح موعود کی تعلیمات پر عمل کرنے والا بنائے۔ غرض اس مقام سے جانا انتہائی مشکل معلوم ہوتا ہے۔

پھر قدم اُن مقامات کی طرف اُٹھ گئے جو حضرت اقدس کی عبادت گاہیں تھیں، بیت مبارک بیت الدعا، بیت الفکر، بیت ریاضت، دالان حضرت اماں جان اور سرخ چھینٹوں کے نشان والا کمرہ۔ ہر جگہ کی اہمیت ایک سے بڑھ کر ایک، لیکن ایک چیز مشترک کہ ان مقامات پر حضرت اقدس پر خدا تعالیٰ کے بیشمار فضل اور رحمتیں نازل ہوتیں۔ خدا تعالیٰ حضرت اقدس سے ہمکلام ہوتا، خدا تعالیٰ اپنے وجود کا پتہ دیتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور فضل ہے کہ ہم جیسے کمزور، گناہ گار اس مقام پر پہنچے جہاں سے دلوں کو پاک کرنے والی ان تعلیمات کا آغاز ہوا۔

بیت مبارک جہاں حضرت اقدس اکثر اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھتے، ذکر الٰہی کی مجلسیں ہوتیں۔

بیت ریاضت جہاں حضرت اقدس نے مسلسل روزے رکھے اور عبادت میں مشغول رہے۔

بیت الفکر جہاں اشاعت دین کے لئے حضور نے وہ روحانی خزائن تحریر کئے جو کہ مسیح موعود کے متعلق آنحضور ﷺ کی پیشگوئی تھی کہ مسیح موعود خزانے تقسیم کرے گا۔

بیت الدعا جسے حضرت اقدس نے خصوصی طور پر دعا اور عبادت کیلئے تعمیر کروایا یہاں آپ کا وقت نوافل اور دعاؤں میں گزرتا۔

ان سب مقامات مقدسہ پر دعاؤں اور نوافل کا موقع ملا۔ ایک عظیم تغیر روح میں پیدا ہوتا کہ ہم ان مقامات پر پہنچ گئے جہاں سے دین حق کی نشاۃ ثانیہ مقدر ہو چکی ہے جہاں سے دنیا دین حق کی جانب آئے گی۔ جہاں آنے والے کو امن کی ضمانت مل جائے گی۔

27 دسمبر 2013ء کو 122 ویں جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا۔ اجلاس کے آغاز سے قبل لوگوں کو جوق در جوق جلسہ گاہ کی طرف جاتے دیکھا۔ لوگوں کی آمد کا سلسلہ کچھ اس طرح چلا کہ قطاریں لگ گئیں۔ ایک بار پھر اُس پیارے وجود کی یاد آگئی جنہوں نے 122 سال قبل اس جلسہ کا آغاز اس حالت میں کیا کہ سامنے صرف 75 افراد بیٹھے ہوئے تھے اور آج جب یہ جلسہ شروع ہوا تو یہاں 36 ملکوں کے 17 ہزار سے زائد افراد اس بستی میں موجود تھے۔ کالے بھی تھے۔ گورے بھی تھے۔ عربی بھی تھے۔ عجمی بھی تھے۔ جزائر کے بھی تھے۔ ایشیا کے بھی تھے۔ مختلف زبانیں بولنے والے، مختلف پہچان رکھنے والے۔ آج یک جان ہو گئے تھے۔ دل بے قرار ہو کر کہہ اُٹھا

"تیری تعلیم میں کیا جادو بھرا ہے مرزا"

جلسہ کا ہر گزرتا لمحہ، ہر آنے والا لمحہ اُن یادوں کو تازہ کرتا چلا گیا، اُن تعلیمات کو تازہ کرتا چلا گیا، اُن عہدوں کو تازہ کرتا چلا گیا جو حضرت اقدس نے اپنے ماننے والوں سے لئے تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں یہ لوگ مسیح موعود کی فتح کے گواہ کے طور پر اس بستی میں آئے بیٹھے تھے اور نعرہ تکبیر کی صدائیں آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی تھی۔ حضرت محمد ﷺ پر درود کے نعرے فلک پر مقبول ہو رہے تھے اور مرزا غلام احمد کی جے کی آوازیں دشمنوں کی صد سالہ کوششوں کو خاک میں ملا رہی تھیں۔

جلسہ کے مختلف اجلاس تھے۔ ہر اجلاس کی صدارت حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے مقرر کردہ نمائندہ کرتے تھے۔ ایک حصہ کی صدارت امیر صاحب فلسطین نے کی۔ عرب میں بھی حضرت اقدس کی تعلیمات سرعت کے ساتھ پھیل رہی ہیں اور آپ کا الہام کہ تمہارے لئے عرب کے لوگ دعا کرتے ہیں اور ملک شام کے ابدال بھی پورا ہو رہا ہے۔

یہ جلسہ پوری شان و شوکت کے ساتھ تین دن جاری رہا۔ تعلیمی و تربیتی تقاریر، نظمیں، پیار اور محبت کے سوتے پھوٹتے رہے۔ جلسہ کا اختتام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر پر ہوا جو کہ حضور نے بیت الفتوح لندن سے کی اور قادیان میں شاملین جلسہ نے نہ صرف سنی بلکہ بڑی سکرین پر حضور انور کو اپنے سامنے دیکھا بھی۔ دنیا کی آنکھ رکھنے والے اس واقعہ کو شاید کچھ خیال نہ کریں لیکن یہ وہ واقعات ہیں جن کی پیشگوئیاں حضرت اقدس اور آپ کے خلفاء کرتے رہے۔ آسمان کے نیچے وہ عظیم پیشگوئیاں ہر دن ایک شان سے پوری ہو رہی ہیں۔

وہ بستی جو گمنام تھی۔ دنیا کی نظروں سے اوجھل تھی۔ جس وقت یہ دعویٰ ہوا دنیا نے مذاق کیا لیکن حالات بدلنے کی تیاری تو مکمل تھی۔ قومیں تیار ہو رہی تھیں۔ جدید ذرائع مسیح موعود کی تعلیمات کو پھیلانے کے لئے ایجاد ہونے والے تھے۔ پھر چشم فلک نے وہ نظارہ بھی دیکھا کہ وہی جلسہ جو اس حالت میں شروع ہوا کہ حضرت اقدس کو اپنے سامنے بیٹھے ہوئے 75 افراد تک آواز پہنچانے

باقی صفحہ 7 پر

مرتبہ مکرم عطاء النور صاحب

حضرت مصلح موعود کی پُر معارف تفسیر کبیر سے رشحات

حضرت حزقیلؑ کا قرآن و بائبل میں ذکر

حضرت حزقیلؑ بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے 400 کے قریب انبیاء میں سے ایک جلیل القدر بزرگ نبی تھے۔ آپؑ کو قرآن کریم نے ''ذوالکفل'' کے نام سے یاد کیا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اور ذوالکفل ...... ان میں ہر ایک صبر کرنے والوں میں سے تھا۔

(سورۃ انبیاء آیت 86)

حضرت مصلح موعود نے اس آیت کی روشنی میں حضرت حزقیلؑ یعنی ''ذوالکفل'' پر نہایت عالمانہ تحقیق پیش کی ہے۔

حضور فرماتے ہیں:

ذوالکفل کا ذکر نام لے کر قرآن کریم میں دو جگہ پر آتا ہے۔ ایک تو یہی آیت ہے۔ جس میں اسمٰعیلؑ، ادریسؑ اور ذوالکفل کا اکٹھا ذکر آتا ہے اور دوسرے سورۃ صؔ میں اسمٰعیلؑ، یسعیاہؑ اور ذوالکفل کا اکٹھا ذکر آتا ہے۔ گویا دو سورتوں ''یعنی انبیاء اور ص'' میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ایک جگہ پر اسمٰعیلؑ اور ادریسؑ کے ساتھ اور دوسری جگہ پر اسمٰعیلؑ اور یسعیاہؑ کے ساتھ۔

اسلامی مفسرین نے ذوالکفل کے متعلق بہت سی روایتیں نقل کی ہیں اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ ایک غیر نبی شخص تھا۔ جسے بعض کے نزدیک ایک نبی نے اور بعض کے نزدیک ایک بادشاہ نے اپنا قائم مقام مقرر کیا جو دن کو روزہ رکھتا اور رات کو عبادت کرتا تھا اور غصہ میں کبھی نہیں آتا تھا۔

تعارف

حقیقت یہ ہے کہ ذوالکفل معرب ہے حزقیلؑ ی، ک یا واؤ سے بدلتی رہتی ہے اور واؤ فاء سے بدل جاتی ہے۔ پس حزقیل سے حزکفل اور اس سے ذوالکفل ہو جانا کوئی بعید بات نہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حزقیل کا عربی میں ترجمہ کر کے اسے ذوالکفل کہہ دیا گیا ہو۔ کیونکہ حزقیل کے معنے ہیں ''جسے خدا کی طرف سے طاقت ملی ہو'' اور کفل کے معنے بھی حصہ کے ہیں۔ پس ذوالکفل کے معنے ہیں جس کو بڑا حصہ ملا ہو۔ پس ہو سکتا ہے کہ عربوں نے حزقیل کا نام سن کر اور عبرانی میں اس کے معنے سن کر اس کا ترجمہ ذوالکفل کر لیا ہو۔

یسعیاہؑ کے ساتھ اس کے نام کا آنا مزید ثبوت ہے کہ یہ نبی حزقیل ہی ہیں۔

حزقیل اور یسعیاہ کا خاص جوڑ تھا۔ جو پیشگوئیاں یسعیاہ نے کی تھیں وہ حزقیل کے زمانہ میں پوری ہوئی تھیں اور یہودی مصنف یسعیاہ اور حزقیل کا باہم مقابلہ بھی کرتے ہیں۔

بائبل کے لٹریچر میں حزقیل کو چار بڑے نبیوں میں سے ایک شمار کیا جاتا ہے۔

حزقیل ایک مشہور مذہبی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ان کی ابتدائی عمر یروشلم کی عبادت گاہ میں صرف ہوئی تھی جہاں انہوں نے دینی تعلیم بھی حاصل کی۔

حزقیل ان لوگوں میں سے تھے جن کو بابل کا بادشاہ قید کر کے یروشلم سے لے گیا تھا۔ ان کی کتاب میں برابر ان کی قید کے زمانہ کا ذکر آتا ہے گو وہ علماء کے لیڈر نہیں تھے مگر بوجہ ان کے بڑھتے ہوئے رسوخ کے بادشاہ نے ان کو اس قابل سمجھا کہ ان کو گرفتار کر کے یروشلم سے لے جائے۔

غالباً ان کی پیدائش 622 قبل مسیح کی تھی۔ اور 592 قبل مسیح میں ان کا الہامی زمانہ شروع ہوتا ہے جب وہ قریباً تیس سال کے تھے۔ اندازاً بائیس سال تک انہوں نے نبوت کی اور 570 قبل مسیح میں 52 سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔

حزقیل نے شادی بھی کی۔ یروشلم کی دوبارہ آبادی کی انہوں نے پیشگوئی بھی کی اور اس کا ذکر قرآن کریم میں سورۃ بقرہ آیت 260 میں آتا ہے۔

حزقیل کو اس لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے کہ ان کے زمانہ کے بعد یہود نے قریباً قریباً ظاہری بت پرستی چھوڑ دی جو اس سے پہلے زمانوں میں بار بار ان میں عود کر آتی تھی۔

بعض ائمہ بائبل کا خیال ہے کہ حزقیل اسرائیلی نبیوں میں سے آخری نبی تھا۔ اس کے بعد جو لوگ پیدا ہوئے وہ درحقیقت بڑے بڑے علماء تھے۔ یا یوں کہو کہ خالی مجددانہ رنگ رکھتے تھے۔ نبوت کا رنگ نہیں رکھتے تھے......

حزقیل کی کتاب غالباً بائبل کی پہلی اور آخری کتاب ہے جس کا کچھ حصہ خود نبی نے لکھا ہے۔ اسی کتاب کے کچھ حصے تو ان کے بیان کئے معلوم ہوتے ہیں اور کچھ لکھے ہوئے ہیں۔

(انسائیکلوپیڈیا ببلیکا صفحہ 1456 تا 1458)

باب 3 آیت 26 سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کے ابتدائی دنوں میں حضرت زکریاؑ کی طرح انہیں خاموش رہنے کا حکم ملا تھا۔ حزقیل اپنی قوم کی دوبارہ نجات اور ترقی کی بھی خبر دیتے ہیں۔ اور ایک لمبے عرصے تک اس کے محفوظ رہنے کی پیشگوئی کرتے ہیں۔ حزقیل نے دوبارہ یروشلم کے معبد بنانے کے متعلق بھی پیشگوئی کی ہے۔ اور اس کے متعلق ہدایتیں دی ہیں۔

چنانچہ ان کی کتاب باب 40، 41، 42، 43، 44 میں وہ تمام قوانین بیان کئے گئے ہیں جن کے مطابق معبد بنایا جائے گا اور جس کے مطابق کاہن کام کریں گے۔

حزقیل فرشتوں کا ذکر نہیں کرتا لیکن وہ یہ ضرور کہتا ہے کہ روحیں اس کو اٹھا کر لے گئیں اور یقیناً اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ فرشتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ انسان کے متعلق حزقیلؑ کی یہی تعلیم ہے کہ وہ مقتدر ہے اور بد سے نیک اور نیک سے بد ہونے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ اس کا طریقہ یہی بتاتا ہے کہ انسان ارادہ کرے اور عزم کر لے۔ چنانچہ حزقیل باب 18 میں تمثیل کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح اچھے باپ سے برا بیٹا اور برے باپ سے اچھا بیٹا پیدا ہو سکتا ہے اور یہ کہ باپ کا گناہ بیٹے کو پہنچتا اور اس کی سزا اس کو نہیں ملتی۔ چنانچہ وہ یہ سوال اٹھاتا ہے کہ ''تم کہو گے کہ کیا بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھاتا سو جب کہ بیٹے نے وہ جو شرع میں درست اور روا ہے کیا اور اس نے میرے حکموں کو حفظ کیا تو وہ یقیناً جیئے گا۔ وہ جان جو گناہ کرتی ہے سو ہی مرے گی۔ بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہیں اٹھاوے گا۔ نہ باپ بیٹے کی بدکاری کا بوجھ اٹھاوے گا۔ صادق کی صداقت اس پر ہوگی اور شریر کی شرارت اس پر پڑے گی۔ لیکن اگر شریر اپنی ساری خطاؤں سے جو اس نے کی ہیں باز آوے اور میرے سارے حکموں کو حفظ کرے اور جو کچھ شروع میں درست اور روا ہے کرے تو وہ یقیناً جیئے گا۔ وہ نہ مرے گا۔ اس کے سارے گناہ جو اس نے کئے اس کے لئے محسوب نہ ہوں گے۔''

(حزقیل باب 18 آیت 19 تا 22)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ حزقیلؑ توبہ کے ذریعہ سے دائمی زندگی کے قائل تھے۔

پھر وہ توبہ پر زیادہ زور دیتا ہے اور کہتا ہے:

''سو توبہ کرو۔ اور اپنی ساری بدکاریوں سے باز آؤ۔ تا کہ بدکاری تمہاری ہلاکت کا باعث نہ ہو۔ سارے برے کام جنہیں کر کے تم گنہگار ہوتے ہو۔ آپ سے جدا کر کے پھینک دو اور اپنے لئے ایک نیا دل اور نئی روح پیدا کرو۔''

(آیت 30، 31)

(انسائیکلوپیڈیا ببلیکا)

حزقیل کے متعلق یہودی لٹریچر میں لکھا ہے کہ وہ جوشوعا کی اولاد میں سے تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یرمیاہ کا بیٹا تھا۔ حزقیل کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے یسعیاہ سے زیادہ تفصیل کے ساتھ خدا کے تخت گاہ کا حال بیان کیا۔ لیکن یہودی علماء کہتے ہیں کہ اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ یسعیاہ سے بڑا تھا۔ اس کے صرف یہ معنے ہیں کہ اس نے خدا کے تخت کو صرف ایک دفعہ دیکھا۔ اس لئے زیادہ تفصیل سے یاد رکھا۔ یسعیاہ بار بار دیکھتا تھا۔ اس لئے اس کی نگاہ میں اس کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہی تھی۔ علماء یہود کے نزدیک حزقیل مُردے زندہ کیا کرتے تھے۔ اس کے متعلق بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ رؤیا تھی جس کو یہ شکل دے دی گئی ہے......

(میمونیڈیا کتاب مورانیبوکین باب 2 آیت 46 جیوش انسائیکلوپیڈیا صفحہ 315 کالم 2)

قرآن کریم میں بھی اس واقعہ کا ذکر ہے اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ یہ رؤیا ہی تھی۔

(سورۃ بقرہ رکوع 25)

حزقیل جلاوطنی میں بابل کے پاس ہی فوت ہوئے اور ایک لمبے عرصہ تک ان کی قبر کی زیارت یہودی اور مسلمان کرتے رہے۔ چنانچہ ڈیرنمرود کے پاس کفل جگہ پر یہ قبر بتائی جاتی ہے (اس جگہ کا نام کفل ہونا صاف بتاتا ہے کہ عربوں کی زبان میں حزقیل کا نام ہی کفل تھا)

(جیوش انسائیکلوپیڈیا)

حزقیل نبی بائبل کے مؤرخوں کے نزدیک ساتویں صدی قبل مسیح کے آخر میں پیدا ہوئے اور قریباً 570 سال قبل مسیح کے آخر تک زندہ رہے۔ حزقیل نبی کا دعویٰ تھا کہ خدا تعالیٰ کی رؤیت ان کو حاصل ہوئی۔ حزقیل زیادہ تر اپنی قوم کی تباہی کی خبریں دیتے ہیں۔ چنانچہ اپنی کتاب کے باب 2 میں انہوں نے ایک رؤیا بیان کی ہے جس میں ایک کتاب انہیں دکھائی گئی اور انہیں کہا گیا کہ تم اس کو کھالو۔ اس کتاب پر لکھا تھا نوحہ ماتم اور واویلا۔ اس میں اشارہ کیا گیا تھا کہ ان کی ساری زندگی ان الفاظ کے ماتحت گزرے گی۔

حزقیل کے زمانہ میں معلوم ہوتا ہے یہودیوں میں تہذیب بہت بڑھ گئی تھی۔ اور وہ ایک مضبوط قوم بن گئے تھے گو سیاسی طور پر وہ کمزور ہو گئے تھے۔ ان کی جتھہ بندی کی وجہ سے کوئی شخص ان کو حق نہیں سنا سکتا تھا۔ جو حق بات کہتا تھا سارے اس کے پیچھے پڑ جاتے تھے اسی وجہ سے باب 3 میں حزقیل سے کہا گیا کہ جو کچھ میں تجھے کہوں وہ لوگوں کو پہنچا۔ ورنہ تُو ذمہ دار ہوگا۔ یہ وہی تعلیم ہے جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے کہ...... (مائدہ رکوع 10) یعنی اے ہمارے رسول! لوگوں کو وہ ساری تعلیم پہنچا جو میں نے تجھ پر نازل کی ہے اور اگر تو ساری تعلیم نہیں پہنچائے گا تو یہ سمجھا جائے گا کہ تو نے کوئی حصہ بھی نہیں پہنچایا۔

باب 5 میں بتایا گیا ہے کہ حزقیل کو اُسترے سے اپنے سر اور ڈاڑھی کے بال منڈوانے کا حکم دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت یہودی ڈاڑھی تو رکھتے تھے مگر اُسے کوئی ضروری چیز نہیں سمجھا جاتا تھا۔

باب 6 میں حزقیل بتاتا ہے کہ توحید کی مخالفت کی وجہ سے یہود تباہ کئے جائیں گے مگر تھوڑے سے لوگ بچائے جائیں گے۔

باب 7 میں وہ پھر بنی اسرائیل کی تباہی کی خبر دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی جماعت جب بگڑتی ہے تو غیر قوموں کو اس پر مسلط کیا جاتا ہے اور یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ غیر قومیں خود بھی بری ہیں۔ وہ خواہ کتنی ہی بگڑی ہوئی ہوں سچی کتاب سے تعلق رکھنے والی جماعت پر ان کو مسلط کر دیا جاتا ہے تاکہ نبی کی جماعت توبہ کرے اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرے۔

باب 9 میں وہ بتاتا ہے کہ جو لوگ سچے دین سے تعلق رکھ کر بگڑتے ہیں ان کے حق میں شفاعت بھی قبول نہیں کی جاتی۔

باب 11 میں وہ بتاتا ہے۔ آخر بنی اسرائیل کو نجات دی جائے گی اور وہ بابل کی حکومت کی قید سے آزاد ہو جائیں گے۔

باب 12 میں وہ یہودیوں کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ الٰہی کلام پر تمسخر اڑاتے ہیں اور پیشگوئیوں کو فضول قرار دیتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ حزقیل کی پیشگوئیوں کو سچا کر کے یہودیوں کو جھوٹا کرے گا۔ اس باب میں ایک آیت قرآن کریم کی ایک آیت کے نہایت ہی مشابہ ہے۔

فرماتا ہے:

’’جن کی آنکھیں ہیں کہ دیکھیں پر وہ نہیں دیکھتے اور ان کے کان ہیں کہ سنیں پر وہ نہیں سنتے۔ کیونکہ وہ باغی خاندان ہیں۔‘‘

(آیت 2)

قرآن کریم میں آتا ہے......(اعراف رکوع 22) یعنی ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں مگر وہ سنتے نہیں۔ وہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ کیونکہ جانور تو پھر بھی کچھ سن لیتا ہے اور کچھ دیکھتا ہے۔ مگر یہ روحانی اندھے اور روحانی بہرے نہ کچھ دیکھتے ہیں اور نہ کچھ سنتے ہیں۔

باب 13 میں وہ ان لوگوں کو ملامت کرتا ہے جو کہ جھوٹے طور پر خدا رسیدہ بنتے ہیں۔

باب 29 میں وہ مصر کی بنوکدنضر کے مقابلہ میں ایک زبردست شکست کی خبر دیتا ہے۔ مگر چالیس سال کے بعد وہ پھر اس کے بحال ہونے کی بھی خبر دیتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 5 ص 557 تا 560)

حضرت حزقیلؑ کی رؤیا

حضرت حزقیلؑ کی ایک مشہور رؤیا جو قرآن کریم کی سورۃ البقرۃ آیت 260 میں درج ہے۔ حضرت مصلح موعود نے اس کی نہایت لطیف اور پُر معارف تشریح فرمائی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو اس شخص کی طرف دیکھ جو ایک بستی یا گاؤں پر سے ایسی حالت میں کہ وہ اپنی چھتوں پر گرا پڑا تھا گزرا اور اس نے سوال کیا کہ الٰہی یہ بستی اپنی ویرانی کے بعد کب آباد ہو گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال تک مارے رکھا (یعنی خواب میں) اور پھر اسے اُٹھایا۔ اور اس سے پوچھا کہ تو کتنی دیر تک رہا ہے۔ اس نے کہا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بات تو درست ہے۔ لیکن اس کے علاوہ ہم تجھے ایک اور بات بھی بتاتے ہیں کہ تو سو سال تک بھی رہا ہے۔ تیری بات کے سچا ہونے کا تو ثبوت یہ ہے کہ تو اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ وہ سڑا نہیں۔ لیکن میری بات کے سچا ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ ہم نے تجھے کشفی حالت میں سو سال کا نظارہ دکھایا ہے اور جب یہ رؤیا پورا ہوگا اس وقت لوگوں کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ تیرا خدا کے ساتھ سچا تعلق تھا جب اس پر یہ حقیقت روشن ہوگئی تو اس نے کہا میں ایمان لاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کے آگے یہ کچھ بھی مشکل نہیں کہ وہ ایسی اُجڑی ہوئی بستی کو اپنے فضل سے پھر دوبارہ آباد کر دے۔

حضرت خلیفہ اول اس بستی سے یروشلم مراد لیا کرتے تھے۔ جسے بخت نصر نے تباہ کر دیا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ آدمی جو یروشلم کے پاس سے گزرا حزقیل نبی تھا۔ جس پر خدا تعالیٰ نے اس بات کا انکشاف کیا کہ ایک سو سال تک یہ شہر دوبارہ آباد ہو جائے گا۔ اور میرے نزدیک یہی بات درست ہے۔

یہاں اس بستی کے متعلق خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِہَا کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ وہ گاؤں اپنی چھتوں پر گرا ہوا تھا۔ یعنی پہلے چھتیں گریں اور پھر ان پر دیواریں گر گئیں۔ کیونکہ جو مکان عدم استعمال کی وجہ سے گریں بالعموم پہلے ان کی چھتیں گرتی ہیں۔ کیونکہ چھتوں میں لکڑی ہوتی ہے اور لکڑی کو دیمک لگ جاتی ہے۔ جب چھتیں گر جاتی ہیں تو پھر بارش کی وجہ سے ننگی دیواریں بھی گرنے لگتی ہیں۔ اور اس صورت میں وہ دیواریں چھتوں پر آ گرتی ہیں۔ اسی حالت کو واضح کرنے کے لئے خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِہَا کے الفاظ استعمال فرمائے گئے ہیں۔ ورنہ جو مکان زلزلہ وغیرہ کی قسم کے حادثات سے گرتے ہیں ان کی دیواریں پہلے گرتی ہیں اور چھت ان پر آ گرتی ہے۔ ان الفاظ میں ایک لطیف اشارہ اس بات کی طرف کیا گیا ہے کہ اس گاؤں کی ویرانی کا سبب زلزلہ وغیرہ نہ تھا بلکہ اس کے باشندوں کا شہر چھوڑ کر چلا جانا اس کا موجب تھا۔ بہر حال حزقیل نبی کے دل میں یروشلم کی بربادی دیکھ کر یہ سوال پیدا ہوا کہ خدا تعالیٰ اس بستی کو کب زندہ کرے گا۔ بستی کو زندہ کرنے کے یہ معنے نہیں کہ مردہ لوگ کس طرح زندہ ہوں گے۔ بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو دوسری جگہ بستیوں کو زندہ کرنے کے متعلق قرآن کریم نے بیان کیا ہے فرماتا ہے: وانزلنا من السماءِ۔......(فرقان آیت 49 تا 50) یعنی ہم نے بادل سے پاک و صاف پانی اتارا ہے تاکہ اس کے ذریعہ ہم مردہ ملک کو زندہ کریں اور اسی طرح اس پانی سے اپنے پیدا کئے ہوئے چارپائیوں اور بہت سے انسانوں کو سیراب کریں۔ اسی طرح ایک اور جگہ فرماتا ہے۔......(ق آیت 12) ہم بارش کے ذریعہ مُردہ شہر کو زندہ کیا کرتے ہیں۔ پس مُردہ شہر کو زندہ کرنے کے معنے ویران شہر کو آباد اور خوشحال کرنے کے ہوتے ہیں۔ حضرت حزقیل نے بھی یہی سوال کیا کہ الٰہی یہ شہر کب آباد ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے انہیں رؤیا میں بتایا کہ سو سال کے عرصہ میں آباد ہو جائے گا۔

یہ رؤیا جس کا قرآن کریم نے ذکر کیا ہے حزقیل نبی کی کتاب میں بھی پائی جاتی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ حزقیل نبی کی کتاب میں سو سال کی میعاد کا ذکر نہیں۔

یہ قرآن کریم کی صداقت اور اس کے کامل ہونے کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ کہ جو ضروری امور پچھلی کتب میں بیان نہیں ہوئے قرآن کریم نے ان کو بھی بیان کر دیا ہے اور اس طرح ان کی کمی کو پورا کر دیا ہے۔ بہر حال حزقیل باب 37 میں لکھا ہے:

’’خداوند کا ہاتھ مجھ پر تھا اور اُس نے مجھے خداوند کی روح میں اُٹھا لیا اور اس وادی میں جو ہڈیوں سے بھرپور تھی مجھے اتار دیا اور مجھے ان کے آس پاس چوگرد پھرایا۔ اور دیکھ وے وادی کے میدان میں بہت تھیں۔ اور دیکھ وے نہایت سوکھی تھیں اور اس نے مجھے کہا کہ اے آدمزاد کیا یہ ہڈیاں جی سکتی ہیں؟ میں نے جواب میں کہا کہ اے خداوند تو ہی جانتا ہے۔ پھر اُس نے مجھ سے کہا کہ تو اِن ہڈیوں کے اوپر نبوت کر اور اُن سے کہہ کہ اے سوکھی ہڈیو؟ تم خداوند کا کلام سُنو۔ خداوند یہوداہ ان ہڈیوں کو یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں تمہارے اندر روح داخل کروں گا اور تم جیو گے۔ اور تم پر نسیں بٹھا لاؤں گا۔ اور گوشت چڑھاؤں گا اور تمہیں چمڑے سے مڑھونگا۔ اور تم میں روح ڈالوں گا اور تم جئیو گے اور جانو گے کہ میں خداوند ہوں۔ سو میں نے حکم کے بموجب نبوت کی۔ اور جب میں نبوت کرتا تھا تو ایک شور ہوا۔ اور دیکھ ایک جنبش اور ہڈیاں آپس میں مل گئیں۔ ہر ایک ہڈی اپنی ہڈی سے اور جو میں نے نگاہ کی تو دیکھ نسیں اور گوشت ان پر چڑھ آئے اور چمڑے کی ان پر پوشش ہوگئی۔ پر اُن میں روح نہ تھی تب اس نے مجھے کہا کہ نبوت کر تُو ہوا سے نبوت کر۔ اے آدمزاد! اور ہوا سے کہہ کہ خداوند یہوداہ یوں کہتا ہے کہ اے سانس! تُو چاروں ہواؤں میں سے آ۔ اور ان مقتولوں پر پھونک کہ وے جئیں۔ سو میں نے حکم کے بموجب نبوت کی اور ان میں روح آئی اور وے جی اُٹھے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے۔ ایک نہایت بڑا لشکر۔ تب اس نے مجھ سے کہا کہ اے آدمزاد یہ ہڈیاں سارے اسرائیل ہیں۔ دیکھ یہ کہتے ہیں کہ ہماری ہڈیاں سوکھ گئیں اور ہماری امید جاتی رہی ہم تو بالکل فنا ہو گئے۔ اس لئے تو نبوت کر اور ان سے کہہ کہ خداوند یہوداہ یوں کہتا ہے کہ دیکھ اے میرے لوگو میں تمہاری قبروں کو کھولوں گا۔ اور تمہیں تمہاری قبروں سے باہر نکالوں گا اور اسرائیل کی سرزمین میں لاؤں گا۔ اور میرے لوگ جب میں تمہاری قبروں کو کھولوں گا اور تم کو تمہاری قبروں سے باہر نکالوں گا تب جانو گے کہ خداوند مَیں ہوں اور میں اپنی روح تم میں ڈالوں گا اور تم جیو گے۔ اور میں تم کو تمہاری سرزمین میں بساؤں گا۔ تب تم جانو گے کہ مجھے خداوند نے کہا۔ اور پورا کیا۔‘‘

(حزقیل باب 37)

یہ پیشگوئی ہے جو حزقیل نبی نے کی اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ تو اس وقت بابل میں قید تھے وہ اس بستی کے پاس سے کب گزرے سو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ گزرنا بھی خواب میں ہی ہو۔ جیسا کہ بائیبل کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ بنوکدنضر جو بابل کا بادشاہ تھا اُس نے 586 قبل مسیح یروشلم پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا تھا اور اس کا ایک حصہ گرا دیا تھا۔ وہ وہاں کے بادشاہ اور اس کے خاندان کے تمام افراد کو پکڑ کر اپنے ملک میں لے گیا۔ اسی طرح شہر کے تمام شرفاء اور بڑے بڑے کاریگروں کو بھی قید کر کے لے گیا۔ اور سوائے چند رذیل لوگوں کے وہاں کوئی باقی نہ رہا۔ حضرت حزقیل بھی ان قیدیوں میں ہی تھے جنہیں بنوکدنضر نے گرفتار کیا۔ ان کے متعلق بحث ہوئی ہے کہ انہیں اس نے کیوں پکڑا۔ اور مورخین نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ چونکہ وہ لوگوں کو ترغیب دیتے تھے کہ بنوکدنضر کا مقابلہ کرو۔ اور اپنے ملک کو نہ چھوڑو اس لئے وہ ان کو بھی قید کر کے لے گیا۔ پرانی تاریخوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ جن شہروں کو گراتے اور ویران کرتے تھے۔ وہاں کے قیدیوں کو وہ ان کے اوپر سے گزارتے تھے تاکہ انہیں اپنی ذلت اور بیچارگی کا احساس ہو۔

میرے نزدیک جب وہ پکڑے گئے اور یروشلم کے اوپر سے گزارے گئے اس وقت انہوں نے اس کے متعلق خدا تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ خدایا یہ کیا ہو گیا ہے۔ شہر گرا دیا گیا ہے۔ سب بڑے بڑے لوگ قید کر کے لے جائے جا رہے ہیں۔ ایسی خطرناک تباہی کے بعد اب یہ شہر دوبارہ کب آباد ہوگا۔ وَھِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِہَا کے الفاظ بھی اسی امر پر دلالت کرتے ہیں کہ

یروشلم کے تباہ ہوتے ہی ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا جب کہ گری ہوئی چھتیں انہیں نظر آ رہی تھیں۔ ورنہ بعد میں تو لوگ سامان اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اس وقت ان کے دل میں یہ خیال گزرا کہ الٰہی یہ شہر دوبارہ کب آباد ہوگا۔ ہم تو سب قید ہو کر جا رہے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو سو سال کی موت کا نظارہ دکھایا یعنی کشفی رنگ میں انہیں ایسا ہی محسوس ہوا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں اور سو سال کے بعد پھر زندہ ہوئے ہیں۔ اور خوابوں میں ایسا ہونا کوئی تعجب انگیز امر نہیں۔ انسان خواب میں مرتا بھی ہے اور مختلف قسم کے نظارے بھی دیکھتا ہے۔ حضرت حزقیل چونکہ اپنی قوم کے نبی تھے۔ اس لئے ان پر کشفی رنگ میں موت کی کیفیت وارد کرنے سے مراد درحقیقت بنی اسرائیل کی موت تھی اور اللہ تعالیٰ اس ذریعہ سے انہیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ بنی اسرائیل سو سال تک غلامی اور ادبار کی حالت میں رہیں گے اس کے بعد ان کو ایک نئی زندگی عطا کی جائے گی اور وہ اپنے شہر میں واپس آ جائیں گے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس جگہ رؤیا کا کوئی لفظ نہیں۔ مگر قرآن کریم کا یہ طریق ہے کہ وہ بعض دفعہ رؤیا کا تو ذکر کرتا ہے مگر رؤیا کا لفظ استعمال نہیں کرتا۔ چنانچہ حضرت یوسفؑ نے اپنے والد حضرت یعقوبؑ کو جب بتایا کہ میں نے دیکھا یہ کہ چاند اور سورج وغیرہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں تو انہوں نے رؤیا کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ پس یہ ضروری نہیں ہوتا کہ خواب کے ذکر میں خواب کا لفظ بھی استعمال کیا جائے۔

جب وہ یہ نظارہ دیکھ چکے تو ان کو اٹھایا گیا۔ یعنی ان کی کشفی حالت جاتی رہی۔ اور خدا تعالیٰ نے ان سے پوچھا کہ کَمْ لَبِثْتَ بتا تُو کتنے عرصہ تک اس حالت میں رہا انہوں نے عرض کیا لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ۔ میں تو صرف ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہا ہوں۔ محاورہ میں اس کے یہ معنے ہیں کہ اچھی طرح معلوم نہیں۔ چنانچہ یہ محاورہ قرآن کریم میں بعض دوسرے مقامات پر بھی استعمال کیا گیا ہے۔ فرمایا ہے...... (مومنون آیت 113 تا 114) یعنی اللہ تعالیٰ کفار سے فرمائے گا کہ تم زمین میں کتنے سال رہے ہو۔ وہ کہیں گے ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہے ہیں۔ تو گننے والوں سے پوچھ لے یعنی ہم بہت تھوڑا عرصہ رہے ہیں یا ہمیں معلوم نہیں کہ کتنا عرصہ رہے۔ حضرت حزقیل کا یہ جواب ادب کے طور پر تھا کہ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کا اس سوال سے کیا منشا ہے۔ یعنی بات تو ظاہر ہے کچھ دیر ہی سویا ہوں۔ قال بل لبثت مائة عام۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس بات کے علاوہ جو تیرے دل میں ہے ہم ایک اور بات بھی بتاتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ تو سو سال تک رہا ہے۔ یہاں بَـلْ میں پہلے قول کی نفی نہیں کی گئی۔ بلکہ ایک اور بات بیان کی گئی ہے۔ جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے...... (اعلیٰ) یعنی جو شخص پاک بنے گا وہ یقیناً کامیاب ہوگا بشرطیکہ اس نے اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھتا رہا۔ مگر اے مخالفو! تم ورلی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت کہیں زیادہ بہتر اور دیرپا ہے۔ اس آیت میں بَـلْ سے پہلے کی بات بھی درست ہے اور بعد کی بھی۔ اسی طرح اس آیت میں بَـلْ کے لفظ سے حضرت حزقیل کے اِس خیال کی کہ وہ دن یا دن کا کچھ حصہ اس حالت میں رہے تردید مدنظر نہیں بلکہ اس کے علاوہ ایک اور مضمون کی طرف ان کے ذہن کا انتقال کیا ہے اور بتایا ہے کہ ایک نقطہ نگاہ سے دیکھو تو تم نے سو سال اس حالت میں گزارے ہیں۔ مگر چونکہ نبی کا قول بھی اپنی جگہ درست تھا اس لئے اس خیال سے کہ نبی خدا تعالیٰ کے قول کو مقدم رکھ کر اپنے خیال کو غلط نہ قرار دیدے۔ اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی فرما دیا کہ ہم تمہارے خیال کو رد نہیں کرتے۔ وہ بھی درست ہے چنانچہ دیکھو تمہارا کھانا اچھی حالت میں ہے سڑا نہیں اور تمہارا گدھا بھی تندرست اپنی جگہ پر کھڑا ہے جس سے ثابت ہوا کہ تمہارا خیال بھی کہ تم صرف چند گھنٹے اس حالت میں رہے ہو اپنی جگہ درست ہے۔ ورنہ جو سو سال تک واقعہ میں مرا رہا ہو اسے یہ نہیں کہا جاتا کہ اپنا کھانا دیکھ وہ سڑا نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ یہ رؤیا ہم نے اس لئے دکھائی ہے تاکہ ہم تجھے لوگوں کے لئے ایک نشان بنائیں اب تو ان مُردہ ہڈیوں کی طرف دیکھ کہ ہم ان کو کس طرح کھڑا کرتے ہیں اور ان پر گوشت پوست چڑھاتے ہیں۔

اس کشف اور الہام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوشخبری دی کہ ایک سو سال تک یہ شہر آباد ہو جائے گا۔ چنانچہ ٹھیک سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس شہر کی ترقی اور آبادی کی صورت پیدا کر دی۔ یروشلم کی تباہی دو دفعہ ہوئی ہے ایک دفعہ 597 قبل مسیح میں اور دوسری دفعہ یروشلم بغاوت پر 586 قبل مسیح میں اس جگہ سو سال دوسری تباہی سے ہی لئے جائیں گے۔ کیونکہ شہر کو اسی میں برباد کیا گیا تھا۔ اس کے بعد 519 قبل مسیح میں یروشلم کی دوبارہ بنیاد رکھی گئی اور تیس سال تک تعمیر جاری رہی جس کے نتیجہ میں 489 قبل مسیح میں یروشلم صحیح طور پر آباد ہوا۔ پس درمیانی فاصلہ قریباً سو سال (98 سال) کا ہی ثابت ہوتا ہے۔

وانظر الی العظام ...... کے الفاظ یہود کے اس قول کے مطابق استعمال کئے گئے ہیں جس کا حزقیل نبی کی کتاب میں بھی ذکر آتا ہے کہ ہماری ہڈیاں سوکھ گئیں اور ہماری امید جاتی رہی ہم تو بالکل فنا ہو گئے (حزقیل باب 37 آیت 11) اللہ تعالیٰ نے ان کو بتایا کہ تم ایک بار پھر زندہ ہو گئے اور پھر اپنی کھوئی ہوئی طاقت اور عظمت حاصل کرو گے۔ غرض اس واقعہ کے متعلق بائیبل سے رؤیا بھی مل گیا۔ بنی اسرائیل کی ہڈیوں پر گوشت کا چڑھایا جانا بھی ثابت ہو گیا۔ اسی طرح حزقیل نبی کو پکڑ کر لے جانا بھی ثابت ہو گیا۔ اور پھر سو سال کے بعد یروشلم کا دوبارہ آباد ہونا بھی تاریخ سے ثابت ہو گیا۔ حزقیل نبی کو پہلے تو صدمہ ہوا کہ یہ کیا ہو گیا ہے مگر جب اللہ تعالیٰ نے ان کو بتایا کہ یہ ہمیشہ کی تباہی نہیں تو انہوں نے کہا...... خدایا اب میری تسلی ہو گئی ہے اور گو بظاہر ان حالات کا بدلنا ناممکن نظر آتا ہے مگر یہ بات یقیناً ہو کر رہے گی۔ اور خدا تعالیٰ دوبارہ اس شہر اور قوم کو ترقی عطا فرمائے گا۔

(تفسیر کبیر جلد 2 ص 596 تا 600)

مکرم محمد ریحان ندھیری صاحب

کوٹلی آزاد کشمیر اور اُس کے ملحقات میں احمدیت کا نفوذ

یہ تو ظاہر ہے کہ مختلف علاقوں میں احمدیت کی بنیاد ڈالنے والے رفقاء مسیح موعود تھے یا وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے خلفاء کے ادوار میں اپنے اپنے علاقوں میں سب سے پہلے بیعت کی مگر حقیقت میں احمدیت کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے والی وہی ذات ہے جس نے اپنے مامور سے یہ وعدہ کیا تھا۔

کوٹلی کشمیر میں ایک ایسا شہر ہے جس کو چاروں طرف سے بلند و بالا پہاڑوں نے ایک قلعے کی صورت میں ڈھکا ہوا ہے۔ یہ پہلے تو ضلع میرپور کی ایک تحصیل تھی مگر اب ضلع کی حیثیت رکھتا ہے۔ کوٹلی کو 1947ء سے جماعت ہائے احمدیہ آزاد کشمیر کا ہیڈ کوارٹر رہنے کی سعادت بھی حاصل ہے۔

ضلع کوٹلی کے ابتدائی احمدی حاجی امیر عالم صاحب اور کرم دین صاحب کھوکھر ہیں۔ 1914ء میں یہاں مولوی محبوب عالم صاحب اور مولوی اللہ دتہ صاحب ساکن سونا گلی (پونچھ) تشریف لائے جن کے ذریعے عام لوگوں کے کانوں میں احمدیت کی آواز پڑی۔ محبوب عالم صاحب کبھی کبھی یہاں تشریف لاتے تو بڑی مخالفت ہوتی لوگوں نے بائیکاٹ کیا اور دوسروں کو ان کی کوئی بات نہ سننے پر آمادہ کرتے مگر کرم دین کھوکھر صاحب مخالفت کی پرواہ کئے بغیر ان کو اپنے ہاں ٹھہراتے۔ 1922ء میں آریوں کے اعتراضات اور شدھی بنانے کی تحریک کے ایام میں حاجی امیر عالم صاحب کے بلاوے پر کوٹلی کے ایک عام جلسہ کے لئے ایک احمدی مربی مکرم عبدالحق صاحب ودیارتھی تشریف لائے۔ آریوں کے اس جلسہ میں اعتراضات کے مکرم عبدالحق صاحب کی طرف سے مدلّل جوابات دئے گئے جس کے نتیجے میں عوام پر اچھا اثر پڑا۔ اس کے بعد حاجی امیر عالم صاحب جو کہ پہلے احمدیت سے متاثر تھے امیر غیر مبائعین لاہور کی بیعت کر لی۔ اور پھر رؤیا کی بنا پر کرم دین کھوکھر صاحب اور حاجی امیر عالم صاحب نے قادیان جا کر 1926ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور پھر ان کے بعد کوٹلی میں ان کے عزیز و اقارب بھی جو کہ مولوی محبوب عالم کی بزرگی اور عبادات سے متاثر ہو چکے تھے انہوں نے بھی بیعت کر لی۔

حاجی امیر عالم صاحب کی بیعت پر دوسرے لوگوں نے کوٹلی میں شدید مخالفت شروع کی لیکن انہوں نے اس کا کچھ خیال نہ کیا اور احمدیت کو گردونواح میں پھیلانے میں مصروف رہے۔ ان بزرگان کے احمدی ہونے پر جو کہ امیر عالم صاحب اہل سنت کے ہاں معزز تھے اور کرم دین صاحب اہل حدیث کے۔ ہر دو فرقوں نے مل کر مخالفت کا آغاز کیا اور اس کے لئے انہوں نے کوٹلی میں بڑے بڑے علماء بلا کر مباحثات و مناظرات کروائے ہر دو احمدی بزرگان نے ایسے مدلّل جوابات دیئے کہ احمدیت کی سچائی اور خوبیاں زیادہ نکھر کر سامنے آئیں اور غلط فہمیاں دور ہو گئیں اور یہ دو بزرگان جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ تھا باوجود مخالفت کے احمدیت کو پھیلانے میں لگ گئے۔

بیت الذکر کوٹلی

ابتدائی ایام میں یہاں جماعت کی کوئی بیت الذکر نہ تھی جس میں وہ جمعہ اور نماز وغیرہ ادا کر سکتے چنانچہ ان بزرگان اور بعض دوسرے احمدی جو ان کے ساتھ تھے کی کوششوں سے احمدیوں کے لئے جامع بیت الذکر بلیاّہ محلّہ میں تعمیر ہوئی۔ جماعت ترقی کرتی گئی اور اس ترقی کی وسعت کے پیش نظر یہاں دعوت الی اللہ و تربیت مربیان و معلمین بھیجے گئے جو چمن احمدیت کی آبیاری کرتے گئے پہلے مولوی عبدالرحیم صاحب معلم مقرر ہوئے ان کے بعد سید عزیز احمد شاہ مربی مقرر ہوئے۔

آزاد کشمیر میں پہلا جلسہ

سالانہ 1963ء

مخالفین کی طرف سے پے در پے مخالفتوں اور اشتعال انگیزیوں کے اثرات کو دور کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کوٹلی نے بھی جلسہ عام کی ضرورت محسوس کی یہ 1963ء کی بات ہے۔ جب احمدیوں

نے جلسہ کی تیاریاں شروع کیں تو مخالفین نے بڑا شور مچایا اور تھانے میں جا کر کہا کہ اگر یہاں جلسہ ہوا تو خون ہو جائے گا۔ جس کے نتیجے میں حکومت نے بھی جلسہ کو ملتوی کرنے کا مشورہ دیا لیکن جماعتی افسران نہ مانے چنانچہ جلسہ کا دن تھا مرکز سلسلہ سے چند بزرگان بھی وہاں تشریف لے گئے تھے جن میں حضرت قاضی محمد نذیر صاحب اور حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب بھی تھے۔ جب جمعہ کا وقت قریب ہوا تو جلسہ کی کامیابی کے لئے دعائیں بھی جاری تھیں مگر تھانے والے روک بن کر بیٹھے ہوئے تھے۔ مولانا اسد اللہ قریشی صاحب نے کشفی نظارہ دیکھا کہ ہم جلسہ گاہ کی طرف جا رہے ہیں اور ہمارے امیر قافلہ قاضی محمد نذیر صاحب چلتے چلتے سڑک پر سجدے میں گر گئے ہیں۔ یہ نظارہ مولانا محمد اسد اللہ قریشی صاحب نے دیکھا جس کی تعبیر یہ کی گئی کہ کامیاب جلسہ ہوگا۔ چنانچہ خدائی منشاء کے تحت عین وقت پر جلسہ کی اجازت مل گئی۔ اس جلسہ کے دوران عوام جو کہ کوٹلی کے ملحقہ دیہاتوں سے بھی حاضر تھی جب علماء سلسلہ کی تقاریر سنیں تو ان لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہوگئیں اور علاقہ میں توقع سے بڑھ کر اس جلسہ کی تقاریر کا اثر ہوا اور لوگ جوق در جوق احمدیت کی آغوش میں آنے لگے۔

اب خاکسار اُن دو بزرگان کا تعارف پیش کرتا ہے جنہوں نے سب سے پہلے احمدیت قبول کی۔

حاجی امیر عالم صاحب

حاجی صاحب کوٹلی آزاد کشمیر کے ابتدائی احمدی تھے۔ آپ کا اصل وطن سلطان پور کنڈی (بارہ مولا کشمیر) تھا والد کا نام میاں کرم دین تھا۔

آپ اپنی قبول احمدیت کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ 1918ء میں راولپنڈی میں مولوی عبدالحق ودیارتھی اور پنڈت رامچندر دہلوی کا مناظرہ ہوا۔ جس سے میرے قلب پر احمدیوں کی قوت گویائی اور خدمت دین کا گہرا اثر پڑا۔ بعد ازاں ہمارے قصبہ کوٹلی میں آریہ لیکچرار متواتر آتے رہے اور دین حق پر شدید نکتہ چینیاں کرتے رہے۔ میں نے احباب سے مشورہ کر کے لاہور کا رخ کیا اور مولوی محمد علی اور دیگر علماء سے ملا ان سے امداد طلب کی اور مولوی عبدالحق کوٹلی بھیجے گئے۔ انہوں نے آریہ اعتراضات کی خوب تردید کی اور دین حق کی تائید میں لیکچر دئے۔ اُس کے بعد میں نے دعا کی کہ اے اللہ جس مرزا صاحب کے پیرو دین حق کی اس طرح خدمت کرتے ہیں اُس کے بارے میں میری رہنمائی فرما۔ کیا وہ جھوٹا ہو سکتا ہے؟ 1924ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے بارے میں بڑی واضح طور پر بذریعہ خواب راہنمائی فرمائی۔

اس کے بعد بعض اور بھی خوابیں دیکھی جن کے بعد مولوی محمد علی کے ہاتھ پر بیعت کر لی مگر بعد میں قادیان جا کر خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا فیصلہ کر لیا، اور سفر کر کے جب میر پور پہنچے تو قیام کیا اور ایک ایمان افروز خواب دیکھا بیدار ہونے کے بعد میرا دل یقین سے بھر گیا کہ میں نے جو بیعت کا خط لکھا ہے وہ مقبول ہوا اور میں اب سچی جماعت میں شامل ہو گیا ہوں۔ چنانچہ آپ قادیان گئے اور بیعت میں شامل ہوئے اور اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ہدایت پر جماعت کی خدمات اور انسانیت کو سیدھی راہ کی طرف لاتے رہے اور علاقے کے عوام میں بیداری پیدا کرتے رہے۔ آپ نے جماعت کے ہر نظام کی اطاعت کی اور ہر قربانی میں حصہ لیا۔ چنانچہ جب فرقان بٹالین بنی تو مع اپنے تین بیٹوں کے اس میں شریک ہوئے۔

کرم دین صاحب کھوکھر

آپ اہلحدیث سے تعلق رکھتے تھے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ مولوی محبوب عالم صاحب کی جب لوگ مخالفت کرتے تو آپ اُن کو اپنے گھر لے جاتے اور خاطر داری کرتے اور انہی سے متاثر ہو کر حاجی امیر عالم صاحب کے ساتھ 1926ء میں قادیان جا کر بیعت بھی کی۔ احمدیت کے بعد بہت مخالفت ہوتی مگر ثابت قدم رہے۔ اُس دور میں ہندوؤں نے محض مخالفت کی بناء پر دو ہندوؤں کے قتل کیس میں ملوث کیا جن کا آپ سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ تھا نہ ہی وہ کوٹلی میں قتل ہوئے تھے چنانچہ یہ وہ دور تھا جب ہندوؤں کی حکومت تھی۔ وکلاء اور جج بھی وہی ہوا کرتے تھے۔ اس لئے مقدمہ سنگین نوعیت اختیار کر گیا۔ ان حالات میں بھی دعائیں کرتے رہے اور کسی قسم کی گھبراہٹ نہ دکھائی۔ بالآخر ایک عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہندوؤں کے اس منصوبہ پر پانی پھیرا اور آپ باعزت بری ہوئے۔

یہ تو ذکر تھا کہ کوٹلی شہر میں احمدیت کا پودا کیسے لگا اب خاکسار کوٹلی ضلع میں جو چھوٹے چھوٹے گاؤں آتے ہیں ان کا ذکر کرے گا کہ ان میں کیسے احمدیت پھیلی۔

تتہ پانی

تتہ پانی کوٹلی سے 15 میل کے فاصلہ پر ایک شہر ہے اُسے سہرا گالہ بھی کہتے ہیں۔ یہاں ملک بہادر ولد ملک غریب خان بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے زمانے میں ہی اس وقت احمدی ہوئے تھے جب لیکھرام کی ہلاکت کے متعلق آپ کی پیشگوئی پوری ہوئی تھی۔ پھر آسٹریلیا چلے گئے اور وہیں رہے۔

رام باڑی اور بھابھڑا

تتہ پانی سے قریب برلب سڑک واقع ایک گاؤں ہے جو رام باڑی کے نام سے موسوم ہے اور اس سے دو میل کے فاصلہ پر جنوب شرقی جانب بھابھڑا نامی ایک اور گاؤں ہے۔ دونوں دیہاتوں کے لوگوں کی آپس میں رشتہ داری ہے۔ اوائل میں ہی حضرت محبوب عالم صاحب تشریف لے گئے اور دعوت الی اللہ کی اور چوہدری سردار، چوہدری فتح محمد اور چوہدری جمعہ احمدی ہوئے اور اس کے بعد ان کے عزیز و اقارب بھی احمدی ہو گئے۔ چوہدری سردار صاحب نے خواب دیکھا تب اِسی خواب کی بناء پر انہوں نے بیعت کر لی۔ رام باڑی کی جماعت کو یہ بھی سعادت نصیب ہے کہ 1961ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے بیت الذکر احمدیہ رام باڑی کی بنیاد رکھی اور دعا فرمائی اور بھابھڑا کی جماعت کو یہ سعادت نصیب ہے کہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر کے پہلے دو واقفین زندگی مکرم محمد شفیع صاحب اور مکرم محمد صادق احمد آفتاب صاحب اس مجلس سے ہیں۔

چرناڑی

یہاں مولوی محبوب عالم صاحب کے اثر سے چوہدری منگو ولد رُستم اور اُن کے بھائی چوہدری مہر بخش، چوہدری بھگا اور مولوی غلام محمد احمدی ہوئے۔ بعد میں رفتہ رفتہ اور گھرانے بھی احمدی ہوئے۔ یہاں چوہدری سواری ولد قمیہ احمدی ہوئے تو لوگوں نے شدید بدسلوکی کی۔ ایک شادی کے موقعہ پر جن برتنوں میں انہوں نے کھانا کھایا مخالفوں نے ان کو توڑ ڈالا۔ انہوں نے صبر و استقلال سے دعائیں جاری رکھیں۔ اُن کا بیان ہے کہ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اُس شخص کا گھر جل کر تباہ ہو گیا جس نے اُن کے برتن توڑ ڈالے تھے جس سے انہیں احمدیت کی صداقت کا پورا پورا یقین ہو گیا۔ انہی دنوں میں کچھ اور خوابیں بھی آئیں جس سے ان کا ایمان اور بڑھ گیا۔

برموچ

برموچ کوٹلی سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر ہے اس کی آبادی پانچ چھ سو افراد کے قریب ہوگی۔ راج محمد یہاں کے اولین احمدی ہیں جو پہلے ہندوؤں کے برہمن خاندان سے تھے یہاں زیادہ آبادی غیر از جماعت لوگوں کی ہے۔ راج محمد صاحب کا بیان ہے کہ جب مجھے مولوی محمد منیر صاحب کے ذریعہ توحید کا پیغام ملا تو میں نے دل سے عقیدہ توحید کو قبول کر لیا۔ اور میرے والد صاحب بھی بُت پرست نہیں تھے بلکہ دل سے اس کے خلاف تھے اور کبھی کبھی کلمہ توحید پڑھ لیا کرتے تھے۔ بلکہ مجھے بھی انہوں نے کلمہ توحید پڑھا دیا تھا۔

ندھیری

ندھیری میں سب سے پہلے احمدی قاضی فیروز الدین صاحب تھے جو رفیق حضرت مسیح موعود تھے اور دوسرے قاضی بہادر علی تھے۔ ان ہر دو بزرگان نے مولوی محبوب عالم صاحب کے ساتھ قادیان جا کر حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اُن کے بعد انہی بزرگان اور مولوی محبوب عالم صاحب کی دعوت الی اللہ سے ندھیری میں مندرجہ ذیل افراد احمدی ہوئے۔ مکرم چوہدری جمال دین صاحب، مکرم چوہدری نور محمد وفقیر و صاحب، مکرم عبدالعزیز ولد اللہ دتہ صاحب اور مکرم چوہدری کرم دین صاحب ولد راج دین۔

گوئی

گوئی میں بھی جو ندھیری سے تقریباً 2 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے پہلے چوہدری اللہ دتہ صاحب اور مولوی اللہ دتہ صاحب نے بذریعہ تحریر مسیح موعود کی زندگی ہی میں بیعت کر لی تھی پھر چوہدری گدی مرحوم اور چوہدری بھگا مرحوم سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ جن کی اولاد سے بعد میں مخلص اور جماعت کی خدمت کرنے والے احمدی پیدا ہوئے۔ 1947ء میں مخالفین نے گوئی کی جماعت کو متعصب لوگوں کے اُکسانے پر نقصان پہنچانے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے محفوظ رکھا۔ 1953ء میں کئی سازشیں ہوئیں مگر جماعت کا وسیع پیمانے پر اثر و رسوخ ہونے کی وجہ سے کوئی نقصان نہ پہنچا بلکہ ایسے حالات میں بھی بیعتیں ہوئیں اور لوگ جماعت میں داخل ہوتے رہے۔ اس کے علاوہ ضلع کوٹلی میں دو مزید مجالس جو گلہاڑ کالونی کے نام سے موسوم ہے اسی طرح ایک گاؤں بھڑالی ہے جہاں پر جماعت کی کوئی بیت الذکر نہیں یہاں ایک بیت الذکر 2008ء میں زیر تعمیر تھی جو کہ مخالفین نے شہید کر دی تھی۔ اس کے علاوہ گوئی کے قریب بھی ایک نئی مجلس ہے جو کہ پہلے گوئی کے ساتھ تھی وہاں ایک بزرگ محترم محمد شفیع صاحب بطور معلم وقف جدید خدمات بجا لا رہے ہیں۔ اس مجلس کا نام سہنی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور مجلس جو باقاعدہ نہیں جس کا نام سنیارہ ہے۔

آخر میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اہلیان کوٹلی کو خلافت اور جماعت سے چمٹے رہنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

اس مضمون کا کثیر مواد تاریخ احمدیت جموں کشمیر از محمد اسد اللہ قریشی صاحب سے لیا گیا ہے۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر صاحب دارالصدر شمالی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کی چھوٹی بیٹی مکرمہ ماریہ سطوت صاحبہ واقفہ نو اہلیہ مکرم عثمان محمد چوہدری صاحب سسکاٹون کینیڈا کو 26 دسمبر 2013ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ جو تحریک وقف نو میں شامل ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سلمیٰ ندرت نام عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب صدر جماعت احمدیہ سکاربورو کینیڈا کی پوتی اور دونوں طرف سے رفقاء مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب سے نومولودہ واقفہ نو کی صحت و سلامتی اور ماں باپ کے لئے قرۃ العین اور با اقبال و بامراد ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرمہ بشریٰ سلیم صاحبہ اہلیہ مکرم رانا سلیم احمد صاحب دارالعلوم جنوبی احمد ربوہ تحریر کرتی ہیں

میرے والد مکرم ریاض احمد بٹ صاحب ابن مکرم غلام محمد بٹ صاحب مرحوم مورخہ 30 دسمبر 2013ء کو بعمر 72 سال ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ آپ کی نماز جنازہ بیت المنعم میں مکرم منصور احمد شریف صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ تدفین کے بعد مکرم حنیف احمد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ مرحوم نے سوگواران میں ایک بیٹے مکرم احتشام احمد بٹ صاحب جرمنی، پانچ بیٹیاں خاکسار، مکرمہ راضیہ ندیم صاحبہ اہلیہ مکرم رانا ندیم احمد صاحب برمنگھم، مکرمہ غزالہ توقیر صاحبہ اہلیہ مکرم توقیر احمد صاحب جرمنی، مکرمہ شازیہ لقمان صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا لقمان احمد صاحب جرمنی، مکرمہ عالیہ بٹ صاحبہ اور ایک بھائی مکرم حافظ محمود احمد صاحب بٹ آف لندن چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم عبدالرزاق بٹ صاحب مرحوم مربی سلسلہ کے بھائی اور مکرم فضل الرحمٰن ناصر صاحب مربی سلسلہ کے ماموں تھے۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم نعیم اللہ باجوہ صاحب طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں۔

میرے بڑے بھائی مکرم چوہدری عبیداللہ باجوہ صاحب ابن مکرم چوہدری شاہ نواز باجوہ صاحب مرحوم تین ہفتوں سے عارضہ قلب میں مبتلا ہونے کی وجہ سے کراچی کے ایک ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ آپریشن متوقع ہے کمزوری بہت ہے۔ حالت تشویشناک ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ہر پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔

مکرم نعیم احمد صاحب نعیم الیکٹریشن سٹور ریلوے روڈ لکھتے ہیں۔

میرے والد مکرم ٹھیکیدار محمد سلیم صاحب ضعیف العمری کی وجہ سے بعض عوارض میں مبتلا ہیں شفائے کاملہ و عاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

مکرم اعتزاز احمد حزقیل صاحب ابن مکرم صالح احمد ناصر صاحب نصیر آباد غالب ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ میرے نانا مکرم حکیم ملک بشیر احمد صاحب دارالنصر وسطی ربوہ بعارضہ قلب بیمار ہیں اور طاہر ہارٹ میں زیر علاج ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ کامل شفاء عطا فرمائے۔ آمین

ملازمت کے مواقع

1۔ منسٹری آف ڈیفنس میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر، انسپکٹر، ٹریفک اینالسٹ سپروائزر، ٹریفک اینالسٹ، سیکیورٹی سب انسپکٹر، سب انسپکٹر، اسسٹنٹ، سٹینوٹائپسٹ، سیکیورٹی اسسٹنٹ سب انسپکٹر، اپر ڈویژن کلرک، آپریٹر سپیشل، لوئر ڈویژن کلرک اور سیکیورٹی سپروائزرز کی آسامیاں خالی ہیں۔ اپلائی کرنے کے لئے وزٹ کریں۔

www.nts.org.pk

2۔ الائیڈ بنک آف پاکستان کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر پاکستان کے مختلف شہروں کے لئے بزنس ڈویلپمنٹ آفیسرز BDOs کی ضرورت ہے۔ آن لائن اپلائی کرنے کے لئے وزٹ کریں۔

www.abl.com/career

3۔ نشاط چونیاں لمیٹڈ کو ڈپٹی مینیجر ایم۔آئی۔ایس کی ضرورت ہے۔

4۔ سیم سنز کیمونیکیشن ایل ایل سی کو پی آر او اینڈ اکاؤنٹنٹ، ٹیم لیڈر سیلز اور سیلز آفیسر کی ضرورت ہے۔

5۔ جی ایچ ایم فوڈز پرائیویٹ لمیٹڈ کو اپنی فرنچائز Bagal Bar Coffee House واقع لاہور کے لئے گیسٹ ریلیشن آفیسرز، کریو ممبرز، اکاؤنٹنٹ، بیریسٹس اور کریو لیڈرز کی ضرورت ہے۔

نوٹ: اشتہارات کی تفصیل کے لئے 19 جنوری 2014ء کا اخبار روزنامہ جنگ ملاحظہ فرمائیں۔ (نظارت صنعت و تجارت ربوہ)

اعلان دارالقضاء

(مکرم مظہر اقبال صاحب ترکہ مکرم عبدالرزاق صاحب)

مکرم مظہر اقبال صاحب نے درخواست دی ہے کہ خاکسار کے والد محترم عبدالرزاق صاحب وفات پا گئے ہیں۔ ان کے نام قطعہ نمبر 8 بلاک نمبر 30 محلہ دارالرحمت برقبہ 10 مرلہ اور قطعہ نمبر 13 بلاک نمبر 30 محلہ دارالرحمت برقبہ 1 کنال میں سے 10 مرلہ بطور مقاطعہ گیر منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا جملہ رقبہ خاکسار مظہر اقبال، ظفر احمد اقبال اور منصور احمد شاہد کے نام منتقل کر دیا جائے۔ دیگر ورثاء کو کوئی اعتراض نہ ہے۔

تفصیل ورثاء:

1۔ مکرمہ بشریٰ ناہید صاحبہ۔ بیٹی
2۔ مکرمہ امۃ النصیر طارق صاحبہ۔ بیٹی
3۔ مکرمہ نذیرہ بیگم صاحبہ۔ بیٹی
4۔ مکرم منصور احمد شاہد صاحب۔ بیٹا
5۔ مکرمہ منصورہ بیگم صاحبہ۔ بیٹی
6۔ مکرمہ شہناز بیگم صاحبہ۔ بیٹی
7۔ مکرم ظفر احمد اقبال صاحب۔ بیٹا
8۔ مکرم مظہر اقبال صاحب۔ بیٹا

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس (30) یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع فرمائیں۔ (ناظم دارالقضاء ربوہ)

بقیہ از صفحہ 2 **جلسہ قادیان 2013ء کی یادیں**

کے لئے بھی بلند آواز سے بولنا پڑتا اور آج حضرت اقدس کی تعلیمات کو پہنچانے کے لئے آپ کے خلیفہ خامس ایک مقام سے بولتے ہیں تو آواز و تصویر پہلے فلک سے ٹکراتی اور پھر دنیا کے ہر حصہ میں کچھ اس طرح برق رفتاری کے ساتھ پھیلتی کہ دشمن کسی مقام پر روک نہیں لگا سکتے۔ سفید مینارہ کا عکس، خلیفۃ المسیح کا روشن چہرہ، اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے راستے بتاتے ہوئے، دشمن کو للکارتے ہوئے، افراد جماعت کو دعاؤں کے تحفے دیتے ہوئے، پوری دنیا کو امن کی راہ دکھاتے ہوئے یہ خطاب اختتام پذیر ہوا۔ یہ جلسہ ایک ہی وقت میں پوری دنیا میں ہو رہا تھا۔ قومیں اس سے فیض یاب ہو رہی تھیں۔ خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ گریہ وزاری کا ایک عالم تھا۔ آمین کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا۔ جلسہ ختم ہو گیا۔ مبارک باد کا شور تھا جو ہر طرف برپا ہوا۔ مصافحہ اور معانقہ۔ لیکن ہر مصافحہ اور معانقہ دل میں ایک ایسی اُداسی کی کیل ٹھونک رہا تھا جو کہ ناقابل بیان ہے۔ یہ احساس کہ اب اس بستی سے جانا ہے۔ اس بستی کو چھوڑ کر جس میں تین دن رحمتوں کے سائے تلے گزارے۔ برکتیں سمیٹیں خدا کے فضل حاصل کئے۔ روحانی مائدہ لیا۔ اب اس بستی سے جانا ہے۔ خدا گواہ ہے کہ یہ احساس دل کو اتنا اُداس کر رہا تھا کہ گھبراہٹ سے گویا جان حلق میں آ چکی ہو۔

واپسی سے قبل ایک بار پھر حضرت اقدس کے مزار کی طرف گئے۔ حضور کے قدموں کی طرف کھڑے ہوئے ہاتھ اُٹھے۔ لیکن اب محبوب سے جُدا ہونے کا احساس وہ تکلیف پیدا کر رہا تھا جس کا اظہار ممکن نہیں۔ معلوم نہیں لوگ کتنی دیر تک اُس مزار کے قریب کھڑے رہے۔ ہاتھ چہرے پر لگے ہوئے، آنکھیں مسیح موعود کی بستی سے جدائی پر ایسا ماتم کر رہی تھی کہ ناقابل بیان، دل گویا پھٹا جاتا ہو لیکن ہر حال میں ملکی قانون کے تحت یہاں سے جانا تھا۔ لیکن ابھی رات کا ایک پہر باقی تھا۔ وہ مقدس عبادت گاہیں ایک بار پھر بلا رہی تھیں۔ یہ پہر بھی رب العالمین کے آگے سوال کرتے ہوئے گزر گیا۔ آخر یہ پہر بھی گزر گیا۔ صبح صادق طلوع ہو رہی تھی۔ واپسی کے لئے دار المسیح کے دروازے سے باہر نکلے۔ وہ قدم جو ان مقامات کی طرف بھاگتے جاتے تھے نہ جانے کیوں اتنے بوجھل ہو گئے کہ انتہائی مشکل سے اُٹھ رہے تھے۔ ہر قدم پیار کے اُن جذبات کو اور احساسات کو ٹھیس لگاتا جا رہا تھا جو ان تین دنوں میں آسمان کی بلندیوں پر پہنچ گئے تھے۔ لیکن کوئی ان کو روکنے والا نہ تھا۔ بس میں سوار ہونے سے قبل بہت دیر تک سفید مینارہ کو دیکھتا رہا۔ جو کہ صبح صادق کے وقت کتنا پیارا لگ رہا تھا۔ سفید مینارہ، پیار کا پیغام، محبت کا مقام، امن و صلح کا اعلان، دین حق کی فتوحات کا نشان۔ ہر لحہ وہ احساس جو شاید دل کو چیر کر رکھ دے۔ اپنے عزیز اور پیارے کی جدائی سے بڑھ کر اس بستی سے جدائی کا غم......

اے اللہ، اے رب ذوالجلال والاکرام! ہم سب کو اس بستی میں جانے کی توفیق عطا فرما۔ ہم سب کو خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ رہتے ہوئے نسل در نسل اُن تعلیمات پر چلنے والا بنا جو آپ کا قرب حاصل کرنے والی ہیں۔ آمین

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20،15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

5 فروری 2014ء

12:30 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 31 جنوری 2014ء (عربی ترجمہ)
1:30 am	کوئیز۔جنرل نالج
2:00 am	پریس پوائنٹ
3:00 am	آسٹریلین سروس
3:55 am	سوال وجواب
5:00 am	عالمی خبریں
5:15 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:50 am	یسرنا القرآن
6:20 am	حضور انور کے ساتھ طلباء کی ایک نشست
7:30 am	آسٹریلین سروس
8:00 am	پریس پوائنٹ
9:55 am	لقاءمع العرب
11:05 am	تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
11:30 am	الترتیل
12:00 pm	جلسہ سالانہ جرمنی 2011ء
12:50 pm	ریئل ٹاک
1:55 pm	سوال وجواب
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	سواحیلی سروس
5:00 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 11 اپریل 2008ء
7:00 pm	بنگلہ سروس
8:00 pm	دینی وفقہی مسائل
9:30 pm	فیتھ میٹرز
10:30 pm	الترتیل
11:00 pm	عالمی خبریں
11:30 pm	جلسہ سالانہ جرمنی

6 فروری 2014ء

12:30 am	ریئل ٹاک
1:30 am	دینی وفقہی مسائل
2:00 am	کڈز ٹائم
2:30 am	قرآنک آرکیالوجی
3:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 11 اپریل 2008ء
4:00 am	انتخاب سخن
5:00 am	عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم
5:50 am	الترتیل
6:30 am	جلسہ سالانہ جرمنی 2011ء
7:30 am	دینی وفقہی مسائل
8:00 am	گزشتہ زمانے کے حالات
8:30 am	قرآنک آرکیالوجی
9:00 am	فیتھ میٹرز
9:50 am	لقاءمع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:35 am	یسرنا القرآن
11:50 am	بیت طاہر کا افتتاح
1:05 pm	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
2:10 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
3:15 pm	انڈونیشین سروس
4:15 pm	پشتو مذاکرہ
5:00 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:35 pm	یسرنا القرآن
5:55 pm	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
7:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 31 جنوری 2014ء
8:00 pm	ہجرت کے بعد مغربی ممالک میں رہائش پذیر نئی نسل کے مسائل
8:35 pm	Maseer-E-Shahindgan
9:15 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
10:30 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	عالمی خبریں
11:25 pm	الحوار المباشر Live

خبریں

سمندر میں دنیا کا طویل ترین پل کا افتتاح

چین نے سمندر میں بنے دنیا کے طویل ترین پل کا افتتاح کرتے ہوئے اسے ٹریفک کے لئے کھول دیا ہے پل کے ذریعے چین کے مشرقی ساحلی شہر چنگ داؤ اور جزیرہ ہوآنگ داؤ کو آپس میں ملایا گیا ہے، ایک ارب ڈالرز کی مالیت سے بننے والا پل 70 کلومیٹر طویل اور 110 فٹ چوڑا ہے اور اس کی 8 لینز ہیں، انتہائی مضبوط اور ٹھوس سٹیل سے بنائے گئے اس پل پر بیک وقت ہزاروں گاڑیاں سفر کرسکتی ہیں۔

(روزنامہ دنیا 20 جولائی 2013ء)

ہزاروں سال پرانا بورڈ دریافت

ماہرین آثار قدیمہ نے برطانیہ میں لکڑی سے بنا ہوا ہزاروں سال پرانا نو انٹری (No Entry) کا بورڈ دریافت کرلیا ہے۔ ماہرین کے مطابق پانچ فٹ اونچا بورڈ تقریباً 6 ہزار سال پرانا ہے، اس بورڈ کو کسی آسیب زدہ جگہ سے لوگوں کو دور رکھنے کے لئے انتباہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہوگا۔ ماہرین اس دریافت کو کسی لاٹری سے کم نہیں سمجھ رہے اور ان کا کہنا ہے کہ یہ بورڈ بیش قیمت ہے۔ اس بورڈ کو ایک تعمیراتی سائٹ سے کام کے دوران دریافت کیا گیا۔

(روزنامہ دنیا 20 جولائی 2013ء)

ربوہ میں طلوع وغروب 25۔جنوری

طلوع فجر	5:41
طلوع آفتاب	7:04
زوال آفتاب	12:21
غروب آفتاب	5:38

ایم ٹی اے کے آج کے اہم پروگرام

25 جنوری 2014ء

1:25 am	دینی وفقہی مسائل
2:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جنوری 2014ء
3:20 am	راہ ہدیٰ
6:10 am	بیت المجیب کا سنگ بنیاد
7:10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جنوری 2014ء
8:25 am	دینی وفقہی مسائل
12:00 pm	بیت الذکر کا افتتاح
1:35 pm	سوال وجواب 20 مئی 1995ء
4:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جنوری 2014ء
6:00 pm	انتخاب سخن Live
9:15 pm	راہ ہدیٰ Live
11:25 pm	بیت الذکر کا افتتاح

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

KOHISTAN STEEL
DEALERS OF PAKISTAN STEEL MILLS CORPORATION LTD AND IMPORTERS
Talib-e-Dua:Mian Mubarik Ali

FR-10

اکسیر اوجاع
جوڑوں کی درد کی مفید دوا
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PH:047-6212434-6211434

چوہدری پراپرٹی ایڈوائزر
جائیداد کی خرید وفروخت کا با اعتماد ادارہ
گل مارکیٹ ساہیوال روڈ نزد جلسہ گاہ ربوہ
0300-8135217,0333-6706639
0333-8217034

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔
وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پالش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
موبائل: 03336174313

DEUTSCHE SPRACH SCHULE
INSTITUTE OF GERMAN LANGUAGE
جرمن زبان سیکھئے
16 فروری سے نئی کلاس کا آغاز۔ داخلہ جاری ہے
GOETHE کا کورس اور ٹیسٹ کی مکمل تیاری کروائی جاتی ہے۔ رابطہ: عمران احمد ناصر
مکان نمبر 51/17 دارالرحمت وسطی ربوہ 0334-6361138

Aizaz Academy
Tution Centre
مناسب فیس میں معیاری تعلیم
ایک چھت کے نیچے سب مضامین
B.A English For Girls
F.Sc Boys and Girls
9th,10th Boys and Girls
4th, to 8th بچوں کے لئے مارننگ میں ٹیوشن کا مکمل انتظام
لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ اوقات میں کلاسز
047-2116799, 0332-7073005 6/8 دارالرحمت غربی نزد مریم سکول (منڈی)